OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

اسلامی نظام کے خلاف نرم بغاوت: فوجداری جرم قرار دینے کے امکانات اور ریاست کے کردار کا تنقیدی مطالعہ

Soft Rebellion Against the Islamic Order: Possibilities of Criminalization and a Critical Study of the Role of the State

Bakhat Ali
Code: 1251981
Ph.D Researcher, Al Mustafa International University, Iran
Dr. Gholam Reza Peyvandi
Supervisor/PhD in Criminal Law and Criminology
Assistant Professor, Department of Jurisprudence and Law,
Research Institute for Islamic Culture and Thought, Tehran, Iran
Email: peyvandi@iict.ac.ir
Dr. Ghasim Shaban Niya Rokan Abadi
Advising Professor/Associate Professor of Political Science-Political Jurisprudence
Email: shaban1351@yahoo.com

Abstract

This study investigates the possibility of criminalizing the "soft subversion" of the Islamic political system and explores appropriate governmental responses to such activities. The research examines the conceptual and jurisprudential dimensions of soft subversion and proposes strategic mechanisms for addressing it within an Islamic legal framework. The theoretical section defines soft subversion as a deliberate and organized effort to undermine the Islamic system without resorting to physical violence. It is clearly differentiated from

CC BY

legitimate and constructive criticism. From a jurisprudential standpoint, the study concludes that if soft subversion poses a real and substantial threat to the integrity of the Islamic system, it can be classified under the category of muharaba (armed rebellion or war against the state). This is based on the apparent meaning of relevant Qur'anic verses, which do not necessarily require the use of weapons for the crime of muharaba. Any act that is socially recognized as equivalent to rebellion or corruption regardless of whether it involves physical force may be included in this category. Regarding criminal response, the study argues that if such subversive activities occur in non-violent forms such as online platforms, media campaigns, or cyberspace, the Islamic authority may impose punishments based on the principle of maslahah (public interest). However, in such cases where there is no actual bloodshed it recommends avoiding capital punishment and instead suggests penalties such as exile or imprisonment. The study underscores the critical importance of distinguishing between soft subversion and lawful dissent in the formulation of penal and judicial policies.

Keywords: Criminalization, Soft Subversion, Islamic Governance, Legitimate Criticism, Jurisprudence.

خلاصہ:

یہ تحقیق اسلامی نظام کے خلاف "نرم بغاوت" کو جرم قرار دینے کے امکان کا جائزہ لینے کے لیے کی گئی ہے۔ اس میں اس قسم کی سرگرمیوں کے مفہومی، فقہی پہلوؤں کا مطالعہ کیا گیا ہے اور اس سے نمٹنے کے لیے ممکنہ حکمتِ عملی کو واضح کیا گیا ہے۔

نظریاتی حصے میں "نرم بغاوت" کو ایک منظم اور مقصدی کوشش کے طور پر بیان کیا گیا ہے جس کا مقصد جسمانی تشدد کے بغیر اسلامی نظام کو کمزور کرنا ہے، اور اسے جائز تنقید سے واضح طور پر مختلف قرار دیا گیا ہے۔

فقہی نقطۂ نظر سے تحقیق کا نتیجہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر نرم بغاوت براہِ راست اسلامی نظام کے خلاف مؤثر ہو اور اس کے لیے سنجیدہ خطرہ بن جائے، تو اسے محاربہ (جنگ کے مترادف جرم) میں شامل کیا جا سکتا ہے؛ کیونکہ قرآن کی آیات کے ظاہر کے مطابق، محاربہ کے لیے ہتھیار کا استعمال شرط نہیں ہے، اور ہر وہ عمل جو عرف میں جنگ یا فساد کے مترادف سمجھا جائے—خواہ وہ بغیر ہتھیار کے ہو—محاربہ شمار ہو سکتا ہے۔

جرم کے ردِ عمل کے حصے میں کہا گیا ہے کہ اگر بغاوت کی سرگرمیاں صرف مجازی (آن لائن)، تبلیغاتی یا سائبر سطح پر ہوں، تو اسلامی حاکم مصلحت کی بنیاد پر مجرم کو سزا دے سکتا ہے۔ تاہم چونکہ ان صورتوں میں قتل واقع نہیں ہوتا، اس لیے "دماء" (جان سے متعلق امور) میں احتیاط برتتے ہوئے نفیِ بلد (شہر بدر کرنا) یا قید جیسی سزائیں تجویز کی جاتی ہیں۔
تحقیق اس بات پر زور دیتی ہے کہ نرم بغاوت اور جائز تنقید میں واضح فرق کرنا تعزیراتی اور عدالتی پالیسی میں نہایت ضروری ہے۔

کلیدی الفاظ: جرم قرار دینا، نرم بغاوت، اسلامی نظام، جائز تنقید۔

تحقیق کا مرکزی سوال:

- کیا اسلامی نظام کے خلاف "نرم بغاوت" کو فقہی بنیادوں پر جرم قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور کن حالات میں اسے محاربہ یا فساد فی الارض (زمین میں فساد) کا مصداق سمجھا جا سکتا ہے؟

ضمنی سوالات:

1. نرم بغاوت اور جائز تنقید میں کیا فرق ہے؟ اور فقہی نقطہ نظر سے کون سے عناصر اسے اسلامی نظام کے لیے خطرہ بنا دیتے ہیں؟
2. کیا اسلامی فقہ میں محاربہ اور افساد فی الارض کے مفاہیم میں غیر مسلح اقدامات جیسے کہ نرم براندازی شامل ہو سکتے ہیں؟ اور ان کی تعیین میں عرف (سماجی و عمومی فہم) کا کیا کردار ہے؟
3. نرم بغاوت کے مقابلے میں اسلامی نظام کن احتیاطی تدابیر اور سزاؤں کو نافذ کر سکتا ہے؟ اور اسلامی حاکم کو ردِ عمل کی نوعیت کے تعین میں کس حد تک اختیار حاصل ہے؟

تحقیق کے اہداف:

مرکزی ہدف:

- اسلامی فقہ کی روشنی میں اسلامی نظام کے خلاف نرم بغاوت کو جرم قرار دینے کے امکان کا جائزہ لینا، اور اس کے مقابلے میں مناسب فقہی و قانونی ردِ عمل کی وضاحت کرنا۔

جزوی اہداف:

1. نرم بغاوت کی مفہومی وضاحت اور اس کا جائز تنقید سے فرق:
   - نرم بغاوت کی واضح تعریف پیش کرنا اور اس کی حدود کو نظام اسلامی کے دائرے میں آنے والی تعمیری و جائز تنقید سے الگ کرنا۔
2. محاربہ اور افساد فی الارض کے مفاہیم کے ساتھ نرم بغاوت کا فقہی تجزیہ:
   - اس امر کا جائزہ لینا کہ کیا غیر مسلح اور سافٹ ویئر طرز کی سرگرمیاں، جو نظام کے خلاف ہوں، فقہی لحاظ سے محاربہ یا فساد فی الارض کے زمرے میں آ سکتی ہیں یا نہیں۔
3. اسلامی نظام کی مشروع (جائز) حکمت عملیوں کا جائزہ:

- نرم بغاوت سے نمٹنے کے لیے ممکنہ پیشگی تدابیر، اسلامی حاکم کے اختیارات، اور ان سزاؤں کا تجزیہ جو اس جرم کے ارتکاب کی صورت میں دی جاسکتی ہیں۔

نتائج بحث:

1. فقہی نقطہ نظر سے نرم بغاوت کو جرم قرار دینے کی قابلیت:

اگر نرم بغاوت براہِ راست اور مؤثر طور پر اسلامی نظام کی بنیادوں اور ساخت کو نشانہ بنائے، اور اس کے کمزور یا سنجیدہ خطرے کا باعث بنے، تو فقہی لحاظ سے اسے محاربہ کے زمرے میں لایا جاسکتا ہے، چاہے اس میں جسمانی تشدد یا ہتھیار کا استعمال نہ بھی ہو۔

2. محاربہ کا صرف جسمانی ہتھیار تک محدود نہ ہونا:

قرآن کی آیات اور فقہی اصولوں کے مطابق، محاربہ کے تحقق کے لیے ہتھیار کا استعمال شرط نہیں ہے۔ کوئی بھی ایسا منظم، ارادی اور وسیع اقدام جو معاشرے میں امن سلب کرے یا وسیع فساد پیدا کرے، محاربہ شمار ہو سکتا ہے—چاہے اگر یہ صرف سافٹ ویئر یا تبلیغی ذرائع سے انجام دیا گیا ہو۔

3. نرم بغاوت اور جائز تنقید میں فرق:

سیاست یا حکومتی کارکردگی پر ہر قسم کی تنقید یا مخالفت کو "نرم بغاوت" نہیں کہا جاسکتا۔ نرم بغاوت اور جائز تنقید کے درمیان واضح فرق قائم کرنا ضروری ہے تاکہ شہریوں کے جائز حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو۔

4. اسلامی حاکم کے اختیارات برائے ردعمل:

اگر بغاوتی سرگرمیاں صرف میڈیا، سوشل میڈیا یا سائبر ذرائع کے ذریعے ہوں، اور ان میں کوئی تشدد یا قتل شامل نہ ہو، تو اسلامی حاکم مصلحت کی بنیاد پر قید یا نفیِ بلد جیسی سزائیں دے سکتا ہے۔ یہ طریقہ کار "دماء" کے معاملات میں احتیاط اور عدالتی انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے۔

5. مناسب تعزیراتی پالیسی کی ضرورت:

نرم بغاوت کی پیچیدگی اور مخصوص نوعیت کے پیشِ نظر، ایسی تعزیراتی پالیسی وضع کرنا ناگزیر ہے جو فقہی اصولوں، عرفِ عام اور شہری حقوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے بنائی جائے، تاکہ ایک طرف نظام کو درپیش خطرات کا سدباب ہو، اور دوسری طرف افراد کے حقوق پامال نہ ہوں۔

تعارف:

گزشتہ چند دہائیوں میں مواصلاتی ٹیکنالوجی کی جدید ترقی، سوشل میڈیا کے پھیلاؤ اور نرم طاقت کے اثر و رسوخ کے انداز میں تبدیلی نے قومی سلامتی، بالخصوص **اسلامی نظام** کے لیے نئے قسم کے خطرات کو جنم دیا ہے۔ ان خطرات کی ایک نمایاں شکل **نرم بغاوت** ہے—ایک پیچیدہ عمل جو میڈیا، ثقافت، نفسیات اور سماجی ذرائع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، **بغیر براہِ راست طاقت کے استعمال کے**، سیاسی، اقداری اور ادارہ جاتی ڈھانچے میں بتدریج تبدیلی کا ارادہ رکھتا ہے۔

برخلاف سخت بغاوت (Hard Coup)، جو عام طور پر فوری قانونی اور سکیورٹی ردعمل کو جنم دیتی ہے، **نرم بغاوت** اپنی غیر مرئی اور کثیر الجہتی فطرت کے باعث قانونی و قانون سازی کے نظاموں کے لیے سنجیدہ چیلنج بن جاتی ہے۔ اس سلسلے میں بنیادی

سوال یہ ہے کہ **کیا ایسی سرگرمیوں کو جرم قرار دیا جا سکتا ہے یا دینا چاہیے؟** اور اگر ایسا ممکن ہو، تو اس کے **دائرہ کار، شرائط اور قانونی آلات کیا ہونے چاہییں؟**

جرم قرار دینا (جرم انگاری) — جو کہ فوجداری پالیسی کا ایک اہم ذریعہ ہے — چند لازمی معیارات کا تقاضا کرتا ہے، جن میں **تناسب کا اصول، سماجی ضرورت، اور شہری آزادیوں کا احترام** شامل ہیں۔ اس بنا پر، **نرم بغاوت کو جرم قرار دینے** کے امکان کا جائزہ لینے کے لیے اس کے نظری و عملی پہلوؤں کا گہرا تجزیہ ضروری ہے، جس میں **اسلامی نظام کے آئینی فریم ورک، بین الاقوامی انسانی حقوق کے اصولوں، اور اسلامی فوجداری پالیسی** کو مدنظر رکھنا لازم ہے۔

اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ **نرم بغاوت** کے تصور، اس کے طریقہ کار، **ممکنہ مثالوں**، اور اس کے جرم قرار دیے جانے کے قانونی نتائج پر جامع نظر ڈالی جائے، تاکہ اس پُرپیچ اور غیر روایتی چیلنج کے مقابلے میں **فوجداری ردعمل کی مؤثریت** کا جائزہ لیا جا سکے۔ تحقیق کا بنیادی مقصد ایک **منظم اور علمی تجزیہ** فراہم کرنا ہے تاکہ یہ طے کیا جا سکے کہ **نرم بغاوت کو جرم قرار دینا** — قومی سلامتی اور شہری آزادیوں کے درمیان توازن برقرار رکھتے ہوئے — کیا **ممکن، ضروری اور مفید** اقدام ہے یا نہیں۔

بیانِ مسئلہ:

عصرِ حاضر میں سیاسی نظاموں کو درپیش خطرات صرف روایتی اور جسمانی طریقوں تک محدود نہیں رہے، بلکہ جدید ابلاغی اور میڈیا ٹیکنالوجی کے ظہور نے ایسے نئے طرز کے خطرات کو جنم دیا ہے جنہیں "نرم بغاوت یا براندازی (Soft Subversion)" کہا جاتا ہے۔ یہ خطرات افکارِ عامہ میں نفوذ، ثقافتی اقدار میں تبدیلی، سماجی خلیج پیدا کرنے اور معاشرے کے بنیادی عقائد کو کمزور کرنے کے ذریعے، سیاسی نظام کو بتدریج، خاموشی اور بغیر واضح لاگت کے گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان حالات میں اسلامی نظام — جو ایک دینی اصولوں اور الٰہی مشروعیت پر قائم نظام ہے — مختلف میدانوں میں ثقافتی، سماجی، نفسیاتی اور اعتقادی نوعیت کے نرم خطرات کا سامنا کر رہا ہے۔

چونکہ اسلامی نظام کا بنیادی مقصد دینی شناخت کا تحفظ، سیاسی خودمختاری، اور معاشرتی عدل کا قیام ہے، اس لیے یہ سوال نہایت اہمیت اختیار کرتا ہے کہ:

- کیا نرم بغاوت یا براندازی کے مؤثر اقدامات کو اسلامی فقہ اور قانونی نظام کے دائرے میں "جرم" قرار دیا جا سکتا ہے؟
- اور کیسے "نرم بغاوت یا براندازی" اور "جائز تنقید" کے درمیان موجود باریک اور حساس حدود کو واضح طور پر علیحدہ کیا جا سکتا ہے؟ تاکہ ایک طرف قومی سلامتی اور سیاسی استحکام محفوظ رہے، اور دوسری طرف شہریوں کی جائز آزادیوں — خصوصاً حکومت پر تنقید کے حق — میں بلاجواز مداخلت نہ ہو۔

یہ مسئلہ اس وقت مزید پیچیدہ ہو جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ روایتی فقہی متون زیادہ تر ظاہر و آشکار دشمنی اور سخت حملوں کو مدنظر رکھتے ہیں، اور جدید و پوشیدہ خطرات جیسے نرم بغاوت یا براندازی کے تجزیے کے لیے ہمیں نئی فقہی قراءت اور اجتہادی اصولوں کی روشنی میں دوبارہ غور و فکر کی ضرورت ہے۔

لہٰذا، یہ تحقیق اس کوشش میں ہے کہ نرم بغاوت کے مفہومی، قانونی اور فقہی پہلوؤں کا تجزیہ کر کے یہ معلوم کرے کہ آیا اسے اسلامی نظام میں جرم کے طور پر تسلیم کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ مزید یہ کہ اس پُراسرار اور غیر روایتی پدیدہ کے مقابلے میں مناسب نظریاتی و عملی رد عمل کا ایک جامع خاکہ پیش کیا جاسکے۔

1۔ نرم بغاوت کا مفہومی و نظریاتی خاکہ

نرم بغاوت ایک ایسا نظریاتی و عملی تصور ہے جو بغیر عسکری تصادم کے ریاستی یا حکومتی نظام میں تبدیلی کا ذریعہ بنتا ہے لیکن اس کے متعلق بہت ساری تعاریف ہیں جن کا مختصر جائزہ لیں گیں۔

1.1 **نرم بغاوت کی تعریف:**

بغاوت یا براندازي (Subversion) " یک فوجی اصطلاح ہے، جو عسکری اصطلاحات کی لغات میں اس طرح تعریف کی گئی ہے:

" تمام غیر قانونی اعمال اور سرگرمیاں جو کسی ملک کے مفادات کے خلاف انجام دی جاتی ہیں، اور جن کا حتمی مقصد موجودہ حکومت کا تختہ الٹنا ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، ایسی کارروائیاں جن کے ذریعے کسی حکومت کو بتدریج اس طرح کمزور کیا جائے کہ وہ بالآخر گرادی جائے۔ براندازی، غیر روایتی جنگوں کی ایک شاخ سمجھی جاتی ہے۔[1]"

اس تعریف میں موجود اشکالات درج ذیل ہیں:

اس تعریف میں اگرچہ "نرم بغاوت "کا عنوان استعمال ہوا ہے، لیکن اس کا مضمون زیادہ تر عمومی براندازی یا حتیٰ کہ سخت مسلح براندازی کے قریب تر ہے۔ "غیر قانونی اعمال"، "عملیات" اور "حکومت کا تختہ الٹنے" جیسے الفاظ ایک زیادہ جارحانہ اور علنی نوعیت کی سرگرمی کو ظاہر کرتے ہیں، جبکہ "نرم بغاوت" عموماً پر تشدد نہ ہونے والے، تدریجی اور پُراسرار اقدامات کو ظاہر کرتی ہے جو ثقافتی، میڈیا اور سماجی سطح پر انجام پاتے ہیں۔

یہ تعریف ہر قسم کی غیر قانونی سرگرمی کو "نرم بغاوت" کے زمرے میں رکھتی ہے، بغیر اس کے کہ وہ سرگرمی احتجاج، شہری نافرمانی، اصلاح طلبی، یا تدریجی سماجی تبدیلی ہو۔ یہ طرز تفکیک نہ کرنے والا رویہ، سیاسی اور شہری آزادیوں کی ناجائز تحدید اور عمومی تعمیم کا باعث بن سکتا ہے۔ بہت سے جمہوری نظاموں میں احتجاج اور یہاں تک کہ قانون کی معمولی خلاف ورزی (مثلاً دھرنا دینا) لازمی طور پر براندازی کے ارادے سے نہیں ہوتے۔

"ملک کے مفادات کے خلاف" جیسا جملہ اس تعریف میں نہایت مبہم ہے اور اس کا انحصار مکمل طور پر حاکمیت کے زاویۂ نظر پر ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی اصلاح طلب یا تنقیدی گروہ، اپنی نظر میں ملک کے مفاد کے لیے کام کر رہا ہو، لیکن حکومت اسے برانداز تصور کرے۔ لہٰذا، یہ معیار نہایت نسبتی اور سیاسی بن جاتا ہے۔

اگرچہ اس تعریف میں غیر قانونی اعمال پر زور دیا گیا ہے، لیکن یہ سوال نظر انداز کیا گیا ہے کہ کیا صرف قانونی ہونا کسی چیز کے جائز ہونے کی دلیل ہے؟ بہت سے آمرانہ معاشروں میں قانون خود جابرانہ ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں، کسی قانون کی مزاحمت کرنا جمہوریت اور انسانی حقوق کی حمایت سمجھا جاسکتا ہے، نہ کہ صرف "بغاوت"۔

بغاوت کو "غیر روایتی جنگوں" کی ایک شاخ قرار دینا بھی مزید وضاحت کا متقاضی ہے۔ براندازی نرم عموماً رائے عامہ، ذرائع ابلاغ، تعلیم اور ثقافت میں رسوخ پر مبنی ہوتی ہے، جبکہ غیر روایتی جنگیں عموماً گوریلا طرز کی یا تخریبی کارروائیوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان دونوں کے مفہوم اور طریقہ کار میں بنیادی فرق ہے۔

بغاوت کی ایک اور اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے:

"کسی ملک کے سیاسی نظام میں تبدیلی یا کسی نظام کی بنیادی اقدار میں بنیادی و انقلابی تبدیلی۔ یہ تبدیلی کبھی پر تشدد رویوں مثلاً بغاوت، قتل، جنگ مسلط کرنے وغیرہ کے ذریعے واقع ہوتی ہے، اور کبھی پُرامن طریقے سے، ایک طویل المدت اور حساب شدہ منصوبہ بندی کے تحت نظام کے سیاسی ارکان میں نفوذ کے ذریعے انجام پاتی ہے۔ دونوں صورتوں کا نتیجہ نظام میں تبدیلی اور بالآخر براندازی کی صورت میں نکلتا ہے۔"[2]

یہ تعریف بھی، گزشتہ تعریف کی مانند، چند بنیادی خامیوں کا شکار ہے، جو درج ذیل ہیں:

یہ تعریف کوشش کرتی ہے کہ بغاوت کی دونوں اقسام (پر تشدد اور غیر پر تشدد) کو ایک ہی قالب میں سمو دے، لیکن نتیجتاً "نرم بغاوت" کے لیے کوئی واضح اور مستقل تعریف پیش نہیں کرتی۔ علومِ سیاسی کی نظریات میں، نرم بغاوت ایک مستقل مفہوم رکھتی ہے، جو کہ ثقافتی، اطلاعاتی اور سماجی ذرائع سے، بغیر کسی تشدد کے، بیان کی جاتی ہے۔

اسی طرح مذکورہ تعریف، کسی نظام کی "بنیادی اقدار" میں تبدیلی کو بغاوت کے مترادف قرار دیتی ہے۔ یہ ایک نادرست یکسانیت ہے۔ اقدار میں تبدیلی اصلاحات، ثقافتی انقلاب، یا کسی نظام کی فطری ارتقائی پیشرفت کے ذریعے بھی رونما ہو سکتی ہے، بغیر اس کے کہ وہ نظام کی فروپاشی یا براندازی کا باعث بنے۔

اسی طرح، نتائج کے حوالے سے بھی مبالغہ آرائی نظر آتی ہے۔ جملہ (دونوں اقدام کا نتیجہ براندازی ہوگا)، تجزیے کو بہت قطعی اور مطلق بنا دیتا ہے۔ حقیقت میں، بہت سی نرم نفوذ کی کوششیں یا ثقافتی دباؤ کی مہمات، براندازی پر منتج نہیں ہوتیں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات، نظام کے اندر انجام پانے والی اصلاحی کوششیں بھی صرف شہری مکالمے کے دائرے میں باقی رہتی ہیں، نہ کہ براندازی کی شکل اختیار کرتی ہیں۔

اس تعریف میں معاشرے کے کردار، رائے عامہ اور مشروعیت کو نظر انداز کیا گیا ہے، کیونکہ تعریف کا مرکز "عمدی عمل" ہے، مگر عوام کی شرکت، افکارِ عامہ میں تبدیلی یا داخلی سماجی انقلابات کو مدِ نظر نہیں رکھتی۔ نرم بغاوت اکثر اس وقت کامیاب ہوتی ہے جب نظام اندرونی سطح پر مشروعیت یا کارکردگی کے بحران سے دوچار ہو، نہ کہ محض ایک "پیشگی منصوبہ بندی" کے ذریعے۔

اسی طرح، لفظ "نفوذ" (رسوخ یا اثر اندازی) کا استعمال بھی بغیر کسی واضح تعریف کے کیا گیا ہے۔ سیاسی اداروں میں نفوذ، ایک وسیع اور مبہم مفہوم رکھتا ہے۔ کیا صرف حکومت کے ڈھانچے میں مخالفین کی موجودگی، نرم بغاوت کا مصداق سمجھی جائے گی؟ اس طرح کی تشریح، جائز سیاسی سرگرمیوں، جیسے کہ حزبِ اختلاف کی شرکت یا تنقیدی میڈیا کو بھی سیکیورٹی خطرہ کے طور پر تعبیر کر سکتی ہے۔

ان تمام خامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، ایک تعریف جو ان اشکالات سے نسبتاً پاک ہو، یوں دی جا سکتی ہے:

نرم بغاوت ایک تدریجی، ہدفمند اور عمومی طور پر غیر پر تشدد عمل ہے، جو ثقافتی، میڈیا، سماجی، نفسیاتی اور سیاسی ذرائع سے استفادہ کرتے ہوئے کسی حاکم نظام کی مشروعیت، مقبولیت، کارکردگی اور ہم آہنگی کو کمزور کرنے کی کوشش کرتا ہے؛ یہاں تک کہ طویل مدت میں، اس نظام کی طاقت کے ڈھانچے کو قائم رکھنے، رائے عامہ کو منظم کرنے اور سماجی حمایت حاصل کرنے کی صلاحیت کم ہو جائے، اور بلاواسطہ زور یا فوجی مداخلت کے بغیر بنیادی تبدیلی یا سیاسی فروپاشی کے لیے میدان ہموار ہو جائے۔

اس تعریف کی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. نرم بغاوت ایک بتدریج اور پیشگی منصوبہ بند پراجیکٹ ہے، جو عموماً طویل المدت حکمت عملی کے تحت انجام پاتا ہے؛
2. اس میں تشدد کی کوئی جگہ نہیں ہوتی، اور استعمال ہونے والے وسائل زیادہ تر سافٹ پاور پر مبنی ہوتے ہیں، جیسے ذرائع ابلاغ، سوشل میڈیا، ثقافتی پیداوار، نفسیاتی جنگ، فکری اشرافیہ میں نفوذ، اور رائے عامہ پر اثراندازی؛
3. اس کا مقصد طاقت کے ڈھانچے پر براہِ راست حملہ نہیں، بلکہ نظامِ سیاسی کی مشروعیت اور مقبولیت کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا ہوتا ہے؛
4. بالآخر یہ عمل، طویل مدت میں حکومت کے ڈھانچے میں تبدیلی یا حتیٰ کہ اس کی فروپاشی تک جا سکتا ہے، بغیر اس کے کہ کوئی جسمانی جھڑپ یا مسلح تصادم ناگزیر ہو۔

یہ خصوصیات نرم بغاوت کو ایک پیچیدہ، کثیر سطحی اور اکثر ناقابلِ شناخت اور مشکل ہدف بنا دیتی ہیں؛ ایسا مظہر جو ثقافتی و سماجی تبدیلیوں کی آڑ میں آہستہ آہستہ، اور بظاہر خوشنما مفاہیم جیسے آزادی، جمہوریت یا انسانی حقوق کے پردے میں، بنیادی سیاسی اہداف کا تعاقب کرتا ہے۔

۲ . نرم بغاوت اور جائز تنقید:

سیاسی ادبیات اور سماجی تحریکوں میں دو ایسے مفاہیم پائے جاتے ہیں جو ظاہری طور پر ایک دوسرے کے قریب دکھائی دیتے ہیں، لیکن ماہیت میں بالکل مختلف ہیں" :نرم بغاوت اور " جائز تنقید" ۔ اگرچہ دونوں غیر پر تشدد زبان اور ذرائع سے عمل کرتے ہیں، ان کے اہداف اور طریقہ کار ایسے گہرے اختلافات پیدا کرتے ہیں جو نتائج اور اثرات میں نمایاں جدائی کا سبب بن سکتے ہیں۔ یہ بحث ایک علمی نقطۂ نظر سے ان دونوں مفاہیم کے کلیدی فرق کو واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۱ . مفہوم کی تعریف:

جیسا کہ پہلے بیان ہوا، نرم بغاوت ایک پیچیدہ اور ہدفمند عمل ہے جو ثقافتی، میڈیا، سوشل نیٹ ورکس، سافٹ ویئر پر مبنی نفوذ، اور عوامی سفارت کاری جیسے ذرائع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی نظام کی اعتقادی اور سیاسی بنیادوں کو کمزور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اکثر اوقات، بیرونی عناصر یا داخلی مخالف گروہ، تفرقہ انگیز مواد، مذہبی شکوک، اور حقائق کی تحریف کے ذریعے نظام کے پیروکاروں میں ناامیدی اور کمزوری پیدا کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔

جبکہ جائز تنقید ایک عقلی اور دلیل پر مبنی رویہ ہے جو حکومت، اداروں یا سماجی گروہوں کی کارکردگی اور پالیسیوں کا سامنا کرتا ہے۔ نیز، جائز تنقید اسلامی نظام کے فریم ورک میں تسلیم شدہ دینی اور قانونی اصولوں کی بنیاد پر انجام پاتی ہے اور اس کا مقصد اصلاح، کارکردگی میں بہتری، اور حکام کی جوابدہی کو بڑھانا ہوتا ہے۔

۲. اہداف اور محرکات:

نرم بغاوت:

1. معاشرے کی اعتقادی اور انقلابی بنیادوں کو کمزور کرنا
2. عوامی رائے میں نظام کی مشروعیت کو گھٹانا
3. حکومت پر خارجی سیاسی یا اقتصادی دباؤ ڈالنے کی راہ ہموار کرنا

جائز تنقید:

1. نظم ونسق اور فیصلہ سازی کے معیار کو بلند کرنا
2. شفافیت اور جوابدہی کے ذریعے عوام کے اعتماد کو بڑھانا
3. کارکردگی کو عدل، اسلام اور قانون کے معیار سے ہم آہنگ کرنا

۳. نرم بغاوت اور جائز تنقید کا طریقہ کار اور ذرائع

جائز تنقید	نرم بغاوت	روش
تجزیاتی اور مستند مقالات کی اشاعت	شکوک و شبہات پھیلانے اور بگڑا ہوا مواد نشر کرنا	میڈیا اور سوشل نیٹ ورکس
ایسے سوالات پیش کرنا جو قرآن، سنت اور فقہ پر مبنی ہوں	ایسے سوالات اٹھانا جن کا کوئی منطقی جواب نہ ہو	شبہات پیدا کرنا
علمی مناظروں اور مباحثات کی حمایت	ضد نظام کارکنان کی حمایت	افراد کا نفوذ
اجتہاد اور مراجع کے فتاویٰ پر انحصار	بین الاقوامی تنظیموں کی مدد پر انحصار	بیرونی ہم آہنگی

۴. امتیازی نشانیاں

1. حمایت کا ماخذ:
   - نرم بغاوت: اکثر نظام دشمن عناصر یا سیکولر گروہوں سے مالی یا اطلاعاتی حمایت حاصل ہوتی ہے۔
   - جائز تنقید: بیرونی حمایت سے آزاد، عام طور پر علمی اور سیاسی حلقوں سے جنم لیتی ہے۔
2. حتمی ہدف:
   - نرم بغاوت: اسلامی نظام کی ماہیت کو بدلنا یا اسے ختم کرنا۔
   - جائز تنقید: موجودہ نظام کی بہتری اور تقویت۔
3. اظہار کے ذرائع:

- نرم بغاوت: زیادہ تر غیر شفاف، خفیہ شناختوں کے ساتھ، مبہم باتوں کی اشاعت۔
- جائز تنقید: شفاف، حوالہ جات کے ساتھ، قرآن، حدیث، قانون اور فقہ سے استناد کے ساتھ۔

4. ظاہری نتیجہ:

- نرم بغاوت: عمومی شکوک، مایوسی پیدا کرنا، عوام کی سیاسی شرکت میں کمی۔
- جائز تنقید: مکالمے اور گفت وشنید کا فروغ، اداروں کی اصلاحی ردعمل، حکام کی جوابدہی۔

۵. تقابلی مثالیں

- نرم بغاوت: مختلف چینلوں کا قیام اور جعلی خبروں کے ذریعے صنعتی عدم اطمینان کو بڑھا کر خود رو ہڑتالوں کو اُبھارنا۔
- جائز تنقید: بجٹ خسارے پر ایک علمی مقالہ شائع کرنا اور حکومت کے مالیاتی ڈھانچے کی اصلاح کے لیے شرعی و قانونی حل پیش کرنا۔

نتیجہ

دی گئی تعریفوں اور شناختی معیاروں کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ یہ دونوں مظاہر "نرم" ذرائع کے استعمال میں بظاہر مشابہ نظر آتے ہیں، مگر ان کے باطنی اہداف، طریقے اور نتائج ایک دوسرے سے مکمل طور پر مختلف ہیں۔
ان دونوں کے درمیان فرق کو سمجھنا اسلامی نظام کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور سماجی یکجہتی کے تحفظ کے لیے نہایت اہم ہے — تاکہ کوئی شخص ناحق سزا نہ پائے۔

۲: نرم بغاوت کی جرم سازی کے متعلق فقہی تجزیہ

اسلامی فقہ میں عمومی سلامتی، اسلامی وجود اور معاشرتی نظم کو شریعت کے بنیادی مقاصد مانا گیا ہے۔ اصل "حفظِ نظام"، خاص طور پر اسلامی نظام کا، اسلامی سیاسی فقہ میں ایک ممتاز مقام ہے۔ بہت سے فقہا جیسے امام خمینی[3]، آیت اللہ مصباح یزدی[4]، اور آیت اللہ جوادی آملی[5] نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اسلامی نظام کا تحفظ بہت سے انفرادی احکام پر مقدم ہے۔ نتیجتاً، اگر کوئی بھی عمل کسی بھی صورت یا شکل میں کیا جائے، لیکن اس عمل کی وجہ سے خاص طور پر اسلامی نظام خطرے میں پڑ جائے تو وہ جرم ہو گا۔ ایسے میں اگر کوئی شخص نرم بغاوت کے ذریعے اسلامی نظام کے خلاف کوئی عمل کرے اور اس کا نتیجہ نظام یا اس کے بنیادی ستونوں میں خلل ہو، تو یقیناً وہ عمل جرم اور حرام ہو گا۔
یہاں ایک اہم سوال یہ ہے کہ یہ جرم کس نوعیت کا ہے؟ کیا یہ حدی جرم ہے یا تعزیری؟ اگر حدی ہے تو کیا یہ محاربت ہے یا باغی؟
ہم اسے حدی جرائم میں اور جرمِ محاربت کے زمرے میں سمجھتے ہیں اور اس بات کو دلائل کے ذریعے ثابت کریں گے۔ سب سے اہم دلیل قرآن مجید ہے۔
نرم براندازی کو بھی اسلامی نظام کے خلاف محاربت سمجھنے کے لیے آیتِ محاربہ یعنی سورۃ المائدہ کی آیت 33 سے استدلال کیا جا سکتا ہے: إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسۡعَوۡنَ فِى ٱلۡأَرۡضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓاْ أَوۡ يُصَلَّبُوٓاْ أَوۡ تُقَطَّعَ أَيۡدِيهِمۡ وَأَرۡجُلُهُم مِّنۡ خِلَٰفٍ أَوۡ يُنفَوۡاْ مِنَ ٱلۡأَرۡضِۚ ذَٰلِكَ لَهُمۡ خِزۡيٌ فِى ٱلدُّنۡيَاۖ وَلَهُمۡ فِى ٱلۡأٓخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ[6]
"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا بدلہ یہ

ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا صلیب پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پیر مخالف طرف سے کاٹے جائیں یا انہیں زمین سے جلاوطن کیا جائے۔ یہ دنیا میں ان کے لیے ذلت ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

۲۔ا محاربت کا مفہوم:

حرب کا لغوی مطلب سکون اور امن کے خلاف، جنگ ہے[7]۔ حرب کا مطلب سلب ہے اور محارب کا مطلب وہ جنگجو یا سلب کرنے والا ہے جو جنگ میں حصہ لیتا ہو۔ زیادہ تر لغتوں میں بھی حرب کو سلب کے معنی میں بیان کیا گیا ہے۔[8]

لہٰذا لغوی اعتبار سے حرب کا اصل مطلب سلب ہے، جو تقریباً ہر موقع پر یہی معنی رکھتا ہے۔ محارب کا مطلب ہے سلب کرنے والا، اور سلب کی صورتیں مختلف ہو سکتی ہیں؛ کبھی یہ لوگوں کی اشیاء کا سلب ہو، کبھی لوگوں اور معاشرے کی سلامتی کا، اور کبھی حکومت یا نظام کا۔ اس لیے سلب کی نوعیت حالات کے مطابق مختلف ہو سکتی ہے۔

اسی طرح سلب کا طریقہ بھی بدلتا رہتا ہے۔ پہلے یہ ہتھیار کے ذریعے ہوتا تھا، مگر آج ہتھیار کی نوعیت بدل چکی ہے۔ اب کسی بھی چیز کو مخصوص طریقے سے سلب کیا جاسکتا ہے۔ قدیم زمانے میں حکومتیں ہتھیار کے ذریعے تبدیل ہوتی تھیں، لیکن آج نظام کی تبدیلی کے لیے لازمی نہیں کہ ہتھیار استعمال ہوں۔ لہٰذا جہاں بھی کسی چیز کا سلب ہو، وہیں حرب بھی ہوتا ہے، چاہے ہتھیار کے ذریعے ہو یا بغیر ہتھیار کے۔

اب جب حرب کا مفہوم واضح ہو گیا، تو اس آیت کا مطلب بھی سمجھ آتا ہے۔

اس آیت میں محاربت کی دو خصوصیات بیان کی گئی ہیں:

الف: يُحارِبُونَ الله وَرَسُولَه: خدا اور رسول سے لڑنا (یعنی دین خدا کا مقابلہ کرنا)

تفسیروں کے مطابق خدا سے جنگ کا مطلب ہے دین خدا، نظام خدا، اور مخلوق خدا سے مقابلہ کرنا[9]، یعنی وہ لوگ جو دین اور نظام خدا کو لوگوں سے چھین کر اپنا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔

امام خمینی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آج مغرب اور مشرق اچھی طرح جانتے ہیں کہ صرف اسلام ہی وہ قوت ہے جو انہیں میدان سے باہر کر سکتی ہے۔ گذشتہ دس سالوں میں ایران کی اسلامی انقلاب نے اسلام کے ذریعہ انہیں سخت دھچکے دیے ہیں اور انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر ممکن طریقے سے ایران، جو ناب محمدی اسلام کا مرکز ہے، کو تباہ کریں۔ اگر فوجی طاقت سے نہ ہو سکا تو اپنی مبتذل ثقافت پھیلانے اور قوم کو اسلام اور ان کی قومی ثقافت سے دور کر کے۔[10]

امام رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق نظام کی نابودی کے دو طریقے ہیں: ایک فوجی طاقت اور دوسرا اپنی مبتذل ننگی عریانگی ثقافت کا پھیلاؤ۔ لہٰذا یہ طریقہ بھی فوجی طاقت سے کم نہیں، صرف انداز اور طریقہ بدل گیا ہے، مقصد اور نتیجہ دونوں ایک ہیں۔ امام رحمہ اللہ مبتذل ثقافت کے پھیلاؤ کو بھی اسلامی انقلاب کے خلاف جنگ سمجھتے ہیں، چاہے اس میں کوئی ظاہری ہتھیار نہ ہو۔

لہٰذا نظام کے خلاف جنگ ضروری نہیں کہ صرف جسمانی یا ہتھیار کے ذریعے ہو، بلکہ بغیر ہتھیار کے نرم براندازی اور ایسے حربی طریقے بھی سیاسی اور عسکری اصطلاح میں جنگ کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ آیت ایسے حربی طریقوں کو بھی شامل کرتی ہے، لہٰذا یہ طریقے بھی محاربت ہی شمار ہوں گے، بالکل ویسے ہی جیسے فوجی محاربت۔

ب: وَيَسعَونَ فِی الأَرضِ فَساداً: زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش (یعنی اسلامی نظام، عدل، اور امن میں خلل ڈالنا)

الف) «فساد» کا مفہوم:

فساد کے لغوی معنی مختلف ہیں، جیسے کہ اصلاح کے خلاف ہونا، حق کے بغیر مال لینا، ظلم کرنا، یہاں تک کہ قحط یا خشک سالی بھی شامل ہے۔ راغب اصفہانی نے کتاب المفردات میں لکھا ہے:

الفساد خروج الشیء عن الاعتدال، قلیلاً کان الخروج عنہ أو کثیراً، ویضادہ الصلاح۔[11]

یعنی فساد کسی چیز کا اعتدال کی حالت سے نکلنا ہے، چاہے وہ کم ہو یا زیادہ، اور اس کا مخالف یعنی نقطہ مقابلہ صلاح ہے۔

قرآن کی آیات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ فساد مختلف مواقع پر مختلف معنی رکھتا ہے، مثلاً:

- آیت «للذین لا یریدون علواً فی الأرض ولا فساداً»[12] میں فساد کا مطلب زور زبردستی سے مال لینا ہے۔
- آیت «لو کان فیھما آلھۃ إلا اللہ لفسدتا»[13] میں فساد کا مطلب بربادی اور تباہی ہے۔
- آیت «ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت أیدی الناس»[14] میں فساد کا مطلب قحط و خشک سالی ہے۔

ان تمام معانی کو دیکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قرآن میں فساد سے مراد امور کا اعتدال سے باہر ہونا اور الٰہی و سماجی نظام میں خلل ڈالنا ہے۔

فساد کی اس تعریف کے تحت ظلم، جنگ، قتل، دوسروں کے حقوق کا پامال کرنا، انٹرنیٹ اور مجازی دنیا میں ایک ہدف کے تحت خلل ڈالنا، اسلامی قوانین کی کمزوری، اور اسلامی نظام کی نرم براندازی جیسے اقدامات بھی فساد کے زمرے میں آتے ہیں۔

اس لیے کوئی بھی عمل جو معاشرے میں بے ترتیبی اور بے ضابطگی پیدا کرے اور فساد کا باعث بنے، اسے محاربت کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ اسی بنا پر نرم براندازی بھی اگر اسلامی نظام کی ترتیب کو خراب کرے اور معاشرے کو الٰہی راستے سے ہٹائے، تو وہ محاربت ہی شمار ہوگی۔

ب) «سعی» کا مفہوم:

لغت میں سعی کے معنی عمل کرنا، کوئی کام انجام دینا (چاہے نیک ہو یا بد)، چلنا، دوڑنا، کوشش کرنا، اور اضطراب ہونا شامل ہیں[15]۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

سعی علیھا ای عمل علیھا و سعیا»[16] یعنی کوئی ایسا عمل جو سنجیدگی کے ساتھ کیا جائے۔

راغب اصفہانی بھی سعی کو کوشش، محنت اور جدوجہد کے معنی دیتے ہیں اور مزید بیان کرتے ہیں کہ سعی کا مطلب تیزی سے چلنا یا دوڑنے کے قریب چلنا بھی ہو سکتا ہے۔ یہ لفظ کسی کام کی سنجیدگی اور شدت کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے، خواہ وہ کام اچھا ہو یا برا۔[17]

ایک محقق نے سعی کے مختلف معانی کا جائزہ لینے کے بعد لکھا ہے:

سعی کی اصل کوشش اور جدوجہد کی ایک سطح ہے، اور یہ معنی ہر موقع پر اپنی مناسبت سے استعمال ہوتے ہیں۔[18]

مختلف معانی جیسے عمل، حصول، محنت اور تیز چلنا، اور اس کے عرفی استعمال کی بنیاد پر یہ بات مضبوط ہوتی ہے کہ جب کوئی واضح ثبوت نہ ہو تو سعی کو عام طور پر کسی کام میں سنجیدگی اور محنت کے معنوں میں لیا جاتا ہے۔[19]

لہٰذا جب ہم لفظ "سعی" اور "فساد" کو ایک ساتھ سمجھیں تو اس کا مطلب ہوگا "فساد کرنے میں کوشش اور جدیت"۔ نتیجتاً، ہر وہ شخص جو زمین پر فساد پیدا کرنے کی سنجیدگی سے کوشش کرے، اسے "مفسد فی الارض اور محارب" شمار کیا جائے گا۔

مذکورہ آیت میں "ہتھیار" کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف "محاربہ" کا ذکر ہے، یعنی جو لوگ جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد کرنے میں سنجیدگی سے کوشش کرتے ہیں، وہ اس حکم کے تحت آتے ہیں۔ اس لیے کوئی بھی ایسا عمل جو وسیع فساد کا باعث بنے، چاہے وہ سائبر حملے کی صورت میں ہو، محاربہ کے زمرے میں آسکتا ہے کیونکہ یہ حملے عرف میں جنگ کی نوعیت رکھتے ہیں اور انہیں "حملہ" کہا جاتا ہے۔ واضح طور پر حملہ جنگ سے متعلق ہے نہ کہ دیگر امور سے۔

اس سلسلے میں معاصر فقیہ جعفر سبحانی فرماتے ہیں: محارب کا مفہوم اتنا وسیع نہیں کہ صرف کوئی شخص تلوار اٹھا کر لوگوں کو ڈرائے تو وہ محارب ہو جائے بلکہ اس کے لیے دو شرطیں لازم ہیں:

1. اسلامی نظام کے خلاف بغاوت کرنا
2. فساد میں کوشش کرنا[20]

پہلی شرط حکومت اسلامی کے خلاف بغاوت ہے اور دوسری شرط فساد میں کوشش ہے۔ لہٰذا محاربہ کے لیے اسلامی نظام کی تباہی کی کوشش بنیادی شرط ہے، چاہے یہ تباہی سخت ہو یا نرم۔ جو شخص صرف کسی کی چادر یا لباس لینے کے لیے بھی کوشش کرے وہ محارب ہو سکتا ہے، لیکن جو پورے نظام اسلامی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے، وہ زیادہ سنگین محارب ہے۔

اگرچہ بعض روایات میں محاربہ کو ہتھیار کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے، جیسے کہ ایک روایت ہے:

"جو شخص رات کو ہتھیار اٹھائے وہ محارب ہے مگر اگر وہ ایسا شخص نہ ہو جس پر شبہ نہ ہو۔[21]"

یہ روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے اور سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس روایت میں صرف رات کو ہتھیار اٹھانے والے کو محارب کہا گیا ہے اور دیگر روایات میں بھی ہتھیار کا ذکر ہے۔

لیکن بعض روایات میں بغیر ہتھیار کے بھی، مثلاً کسی کے گھر کو آگ لگانا، محارب شمار کیا گیا ہے، جیسے یہ روایت:

"ایک شخص نے آگ لگا دی اور لوگوں کے گھر جل گئے اور ان کا مال بھی جل گیا، اسے مکان اور اس کے مال کی قیمت چکانی ہوگی اور پھر اسے قتل کیا جائے گا۔[22]"

اس روایت میں رجال کے علما کے درمیان "نوفلی" کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے، جس کا نام حسن بن ظریف نوفلی ہے۔ اس بارے میں نجاشی نے نوفلی کو "ثقہ" (قابلِ اعتماد) قرار دیا ہے[23]، جبکہ باقی علما نے صراحتاً کچھ نہیں کہا اور وہ مجہول (نامعلوم الحال) رہا ہے۔ تاہم چونکہ اسی سلسلہ سند کے ساتھ امامیہ علما نے اپنی کتابوں[24] میں یہی روایت بیان کی ہے اور اسی کے مطابق احکام اخذ کیے ہیں، لہٰذا کم از کم اس سند کے ساتھ روایت کو موثق (قابلِ اعتبار) شمار کیا جاتا ہے۔

اسی طرح "سکونی" بھی موردِ مناقشہ رہا ہے۔ سکونی کوفی اور عامی مذہب کا پیرو تھا، لیکن اس کی روایات کو قبول کیا گیا ہے۔ آیت اللہ خوئی فرماتے ہیں: روایت کے قبول میں "عدالت" شرط نہیں بلکہ "وثاقت" (اعتماد) شرط ہے۔[25]

اس روایت کی روشنی میں، جو بابِ محاربہ میں بیان ہوئی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں صرف گھر کو آگ لگانے کا ذکر ہے، کوئی ہتھیار دکھائی نہیں دیتا، لیکن پھر بھی اسے بابِ محاربہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ توجیہ کہ یہ قتل قصاص کے طور پر ہوا، قابلِ قبول نہیں، کیونکہ یہاں کوئی قتل واقع نہیں ہوا بلکہ صرف آگ لگائی گئی تھی۔

لہٰذا نتیجتاً کہا جا سکتا ہے کہ مشہور فقہا کے نزدیک "محاربہ" کی تعریف کو ہتھیار کے استعمال سے مشروط کیا گیا ہے۔ ان کا مقصد اس زمانے کے مطابق کامل ترین مثال پیش کرنا تھا، کیونکہ اس دور میں جنگ و محاربہ کا تصور صرف جسمانی اسلحے کے ساتھ تھا،

اس لیے انہوں نے "سلاح" کا ذکر کیا۔ وگرنہ قرآنِ مجید نے صرف "محاربہ" کا ذکر کیا ہے، بغیر کسی سلاح یا طریقۂ خاص کی قید کے۔

نتیجتاً، آیت کے اطلاق اور سلاح یا کسی مخصوص طریقے کی قید نہ ہونے کے سبب، اور بہت سے فقہا[26] کے نظریے کے مطابق، "محاربہ" صرف ہتھیار کے ساتھ کی گئی جسمانی لڑائی تک محدود نہیں، بلکہ ہر وہ شعوری اقدام جو اسلامی معاشرے کے امن و نظم کو بگاڑنے اور دینی حکومت کو ختم کرنے کے لیے ہو، "سعی فی الفساد فی الارض" اور "محاربہ" کے زمرے میں آتا ہے۔ یہی رائے ہمارے نزدیک بھی قابل قبول ہے۔ لہٰذا اس نظریے کے مطابق، اگر "نرم بغاوت (Soft Overthrow)" کا مقصد اسلامی نظام کا خاتمہ ہو اور اس کا اس سے براہِ راست تعلق ہو، تو وہ "محاربہ" شمار ہوگی، کیونکہ ہر وہ کوشش جو اسلام یا اسلامی نظام کو ختم کرنے کے لیے ہو، خدا اور اس کے رسول سے جنگ کے مترادف ہے، اور یہی مفہوم آیت میں شامل ہے۔

۲۔۲ نرم بغاوت اور فساد فی الارض:

نرمی بغاوت (soft subversion) جیسے:

- میڈیا جنگ اور شکوک و شبہات پھیلانا تاکہ نظام کی قانونی حیثیت کو کمزور کیا جائے
- بے اعتمادی، مایوسی، اور وسیع پیمانے پر شہری نافرمانی کو فروغ دینا
- سماجی و ثقافتی تنظیمیں بنانا تاکہ اسلامی اقدار کے خلاف تدریجی مزاحمت کی جائے

یہ سب اس نظام کی تدریجی زوال اور دینی و اخلاقی معاشرتی ڈھانچے کے بکھرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ سرگرمیاں جسمانی نوعیت کی نہیں ہوتیں، لیکن ان کا مقصد اور اثر فکری، ثقافتی، سیاسی اور حتیٰ کہ حفاظتی لحاظ سے معاشرے کی سلامتی کو بگاڑنا ہوتا ہے، اور یہ بالکل "فساد فی الارض" کی کوشش کے زمرے میں آتی ہیں۔ لہٰذا یہ بھی محاربہ (دشمنی خدا کے ساتھ) شمار ہوں گی۔

۳: نرم بغاوت کے جرم کے خلاف حکومت اسلامی کا ردعمل

آج کے دور میں نرم خطرات نے ثقافتی اور فکری سلامتی کو پہلے سے کہیں زیادہ نشانہ بنایا ہے۔ دشمن میڈیا، آن لائن پلیٹ فارمز اور حقائق کی تحریف کے ذریعے نوجوانوں کے ذہنوں کو دینی اقدار اور نظام اسلامی سے دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان خطرات کو پہچاننا اور عوام خصوصاً نوجوان نسل کی ثقافتی دفاع کی صلاحیت کو مضبوط کرنا بے حد ضروری ہے۔

نرمی سے بغاوت کے مؤثر مقابلے کے لیے، محاربہ کے جرم سے پہلے تعلیم، آگاہی، قومی-اسلامی شناخت کی مضبوطی، اور نوجوانوں کی ضروریات و تشویشات کا جواب دینا اولین ترجیح ہونی چاہیے تاکہ دشمن کی نفوذ سے معاشرہ محفوظ رہ سکے۔

یہاں چند طریقے بیان کیے جا رہے ہیں تاکہ اسلامی حکومت پوری کوشش کرے کہ نوجوان اسلامی نظام سے دور نہ ہوں اور دشمن کے جال میں نہ پھنسیں:

۳.۱: جرم سے پہلے تیاری:

جرم ہونے سے پہلے ایسی کوششیں کی جائیں کہ کوئی ممکنہ حد تک جرم نہ کرے۔ ان طریقوں میں شامل ہیں:

۱. میڈیا خواندگی اور تنقیدی سوچ کی ترقی

- خبروں کا تجزیہ، معتبر ذرائع کی پہچان اور دشمن کی ذہنی جنگ کو سمجھنا سکھانا۔

- خاص طور پر اسکولوں، یونیورسٹیوں اور عوامی میڈیا میں "تنقیدی سوچ" کو فروغ دینا۔
- دشمن کی نفسیاتی اور میڈیا حکمت عملیوں کے بارے میں تعلیم دینا، مثلاً فلم، دستاویزی، انیمیشن، کلاسز، اور سوشل میڈیا کے ذریعے۔

۲. دلچسپ اور مقامی مواد کی تخلیق

- ایسی ثقافتی اور میڈیا مصنوعات کی تخلیق و حمایت جو اسلامی شناخت کو مضبوط کریں۔
- جدید ذرائع استعمال کرنا جیسے مؤثر افراد، پوڈکاسٹ، پرکشش سیریز، ویڈیو گیمز وغیرہ تاکہ شناختی و دینی پیغامات پہنچائے جائیں۔
- نوجوانوں کے دینی، تاریخی اور سیاسی سوالات کا ان کی زبان میں مؤثر اور سچائی پر مبنی جواب دینا۔

۳. اسلامی نظام سے جذباتی وابستگی کو گہرا کرنا

- نوجوانوں سے براہِ راست اور دوستانہ رابطہ، جیسے طلبہ کے ساتھ ملاقاتیں اور غیر رسمی گفتگو۔
- نظام اسلامی کی کامیابیوں اور طاقتوں کو محسوساتی انداز میں دکھانا، صرف نعرے بازی نہیں۔
- امید، قومی اعتماد اور نوجوانوں کو فیصلہ سازی میں حقیقی شرکت کے مواقع دینا۔

۴. داخلی بدعنوانی اور نااہلی کے خلاف اقدامات

- نوجوانوں میں نظام کے خلاف جذبات کی ایک بڑی وجہ بدعنوانی اور نااہلی کا مشاہدہ ہے۔
- شفافیت، انصاف اور اصلاحات ایسے "ویکسین" ہیں جو دشمن کے نرم نفوذ کو روکتی ہیں۔
- نااہل یا بدعنوان حکام کے خلاف سخت کارروائی نوجوانوں کا اعتماد برقرار رکھتی ہے۔

۵. نوجوانوں کی ثقافتی، سماجی اور سیاسی سرگرمیوں میں شرکت بڑھانا

- نوجوانوں کو ملک کی ثقافت کی انتظامیہ میں حقیقی کردار دینے کے لیے مواقع فراہم کرنا۔
- نوجوان نسل کو اداروں، تنظیموں اور انتظامیہ میں حقیقی ذمہ داریاں دینا۔

۶. نرمی سے براندازانہ تحریکات کی شناخت اور نگرانی

- ثقافتی، حفاظتی اور تحقیقی اداروں کو مضبوط کرنا تاکہ نرم نفوذ کی منصوبہ بندی اور تکنیکوں کو پہچانا جاسکے۔
- مؤثر اور ثقافتی حکمت عملیوں کی تیاری (صرف حفاظتی اقدامات نہیں)۔

۷. عوامی اور قابل اعتماد چہروں کا استعمال

- ایسے افراد جو نوجوانوں میں معتبر ہوں (مثلاً اساتذہ، متعہد فنکار، ایماندار کھلاڑی) کو ثقافتی اور قدری پیغامات پہنچانے میں استعمال کرنا۔

۴: نظامِ اسلامی کی نرم براندازی کے جرم کے بعد کی سزا

نظامِ اسلامی کی نرم براندازی، اگرچہ بغیر ہتھیار اور جسمانی تشدد کے ہوتی ہے، لیکن یہ نظام کے فکری، سیاسی اور اعتقادی بنیادی اصولوں کو چیلنج کرسکتی ہے اور اس کے تدریجی زوال کا باعث بن سکتی ہے۔ چونکہ قومی سلامتی اور دینی اتحاد نظام کے تحفظ کے بنیادی اصول ہیں، اس لیے نرم براندازی کی شعوری کوشش کو دین اور نظام کے خلاف محاربت سمجھا جاتا ہے۔ اس بنا پر قانون

سازوں پر لازم ہے کہ ایسی منظم سرگرمیوں کے لیے، جو نظام اسلامی کو ختم کرنے کے مقصد سے کی جائیں، سخت اور روک تھام والی سزا مقرر کریں تاکہ دشمنوں کے نفوذ کو روکا جا سکے۔

محاربہ کی سزا کے بارے فقہاء میں تین مختلف آراء پائی جاتی ہیں:

۱: حکمران کی اختیار (تخییر)

یہ رائے قدیم اور جدید فقہاء میں زیادہ رائج ہے۔ اس کے مطابق شرعی حکمران چار سزاؤں (قتل، صلب، قطع عضو، اور ملک سے نکالنے) میں سے کسی بھی سزا کا انتخاب کر سکتا ہے جو آیتِ محاربت میں بیان ہوئی ہیں۔

یہ رائے مفید،[27] ابن ادریس علامہ حلی[28]، شیخ صدوق و دیلمی[29]، امام خمینی[30] اور زیادہ تر جدید فقہاء کی ہے[31]۔ امام مالک[32] رح بھی اسی رائے کے حامل ہیں۔ اس کی حمایت آیت اور صحیح احادیث سے ہوتی ہے، مثلاً حدیث امام صادق علیہ السلام، (ذٰلکَ اِلی الاِمامِ اِنْ شاءَ قَطَعَ، و اِنْ شاءَ صَلَبَ، و اِنْ شاءَ قَتَلَ، و اِنْ شاءَ نَفَی)[33] جو حکمران کو اختیار دیتی ہے۔ یہ مورد قبول رای ہے[34] چونکہ حکمران عادل ہوتا ہے، وہ نفسانی خواہشات کی بجائے مصلحتِ نظام کو مد نظر رکھتا ہے، اس لیے مصلحت کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ البتہ اگر قتل نہ کرے تو خون کے بدلے احتیاطی طور پر سزا میں محدود مدت کے لئے قید مناسب ہے۔

۲: ترتیب کی رائے

یہ رائے شیخ طوسی (نہایہ[35] اور مبسوط[36])، راوندی، قطب فقہ القرآن[37]، اور امام ابو حنیفہؒ کی ہے کہ سزا جرم کے مطابق دی جائے، نہ کہ زیادہ۔ کیوں کہ یہ مطابق عقل اور عرف ہے[38]

شیخ طوسی نے سماعہ بن مہران کے ذریعے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: "بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں..." (المائدہ: 33) کے بارے میں امام علیہ السلام نے فرمایا" :ان (محاربوں) کے بارے میں امام کو فیصلہ کرنے میں اختیار حاصل ہے: اگر چاہے تو قتل کرے، اگر چاہے تو سولی دے، اگر چاہے تو ہاتھ پاؤں کاٹ دے، اور اگر چاہے تو زمین سے جلاوطن کر دے۔"

یہ حدیث امام کے اختیار (تخییر) پر دلالت کرتی ہے، لیکن شیخ طوسیؒ اس کو تقیہ (یعنی تقیہ کے تحت بیان کیا گیا ہو) سکتا ہے) پر حمل کرتا ہے[39] جس کی وجہ سے ترتیب کا قائل ہوا ہے۔

اسی طرح امام شافعی بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت[40] کی بنیاد پر ترتیب (یعنی سزا کے مراتب) کے قائل ہیں۔

حنبلی فقہ میں بھی امام حنبلؒ اسی طرح ترتیب کے قائل پائے جاتے ہیں[41]۔

۳: اگر قتل نہ کیا ہو تو حکمران کو چار سزاؤں میں اختیار ہو

اس رائے کے مطابق اگر محارب نے قتل کیا ہو تو سزا فقط اعدام یا پھانسی ہے، ورنہ حکمران کو باقی سزاؤں میں انتخاب کا حق ہے۔

یہ رائے طبق روایت محمد بن مسلم[42] اور جامع بین الاخبار پر مبنی ہے اور ترتیب کی رائے سے بہتر سمجھی جاتی ہے۔

نتیجہ:

اس بحث سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر نظام اسلامی کی نرم براندازی براہِ راست نظام کو نقصان پہنچائے تو یہ محاربت شمار ہو گی۔ آیتِ محاربت میں ہتھیار کا ہونا شرط نہیں بلکہ کوئی بھی عمل جو عرف میں جنگِ محاربت کہلائے اور نتیجہ میں نقصان اور فساد ہو، محاربت ہو گا چاہے ہتھیار استعمال نہ ہوا ہو۔ البتہ نرم براندازی اور جائز تنقید میں فرق ہے؛ ہر تنقید براندازی نہیں ہوتی۔

اس جرم کے رد عمل میں اگر یہ سر گرمی صرف مجازی، سائبر یا نظام کے خلاف پروپیگنڈا تک محدود ہو، تو حکمران کو مصلحت کے مطابق سزا دینے کا اختیار ہے۔ چونکہ قتل نہیں ہوا، احتیاطاً سزا میں شہر سے نکالنا یا قید کرنا کافی سمجھا جائے گا۔

حوالہ جات

[1] فرهنگ واژه های نظامی ، محمود رستمی ، تهران ، ستاد مشترک ارتش جمهوری اسلامی ایران ، 1378، ص 155 .154

[2] ج-ری-ان بر انداز و استراتژی بر اندازی خاموش در دهه سوم انقلاب اسلامی ، اداره سیاسی سپاه ، تهران ، معاونت آموزش نیروی مقاومت بسیج، 1381، ص45.

[3] امام علیہ الرحمہ حفظ نظام را از احکام واضح عقلی شمرده است وإن کان من واضحات العقل؛ فإنّ لزوم الحکوم-ة-لبسط العدال-ة، والتعلیم والتربی-ة، وحفظ النظم، کتاب البیع ج2ص620 http://www.imam-khomeini.ir/fa.620

[4] مصباح یزدي، انقلاب اسلامي وریشه هاي آن، تدوین ونگارش، قاسم شبان نیا ص182 https://mesbahyazdi.ir/node/182

[5] جوادي آملي : هر کاری که سبب تضعیف این نظام، تفرقه، نفاق افکنی و طمع بیگانه بشود، حرام عینی است https://jameehmodarresin.org/ .

[6] مائدہ:۳۳

[7] ڈیکشنری آنلاین آبادیس، قسمت دانشنامہ اسلامی، ذیل واژۂ «محاربہ».

[8] محمد بن محمد مرتضی زبیدی، *تاج العروس من جواهر القاموس*، ج۱، ص۴۱۱.

[9] طباطبایی، محمد حسین.. تفسیر میزان ج5 ص533 تفسیر سوره مائده آیه 33 ترجمه. موسوی، محمد باقر، متوفای 1421 ه.ق جامعه مدرسین حوزه علیه قم، دفتر انتشارات اسلامی. 1374ه.ش 20 جلدي.

[10] صحیفه نور ج 21 ص 326 . https://www.farsi.rouhollah.ir/library/sahifeh-imam-khomeini/vol/21/page/326

[11] محمد بن محمد مرتضی زبیدی، *تاج العروس من جواهر القاموس*، باب دال، ص164-165.

[12] سورۂ قصص، آیۂ83.

[13] سورۂ انبیاء، آیۂ121.

[14] سورۂ روم، آیۂ41.

[15] محمد بن محمد مرتضی زبیدی، *تاج العروس من جواهر القاموس*، ج19، ص524.

[16] محمد بن مکرم ابن منظور، *لسان العرب*، ج۱۴، ص۳۸۶.

[17] حسین بن محمد راغب اصفهانی، *مفردات الفاظ القرآن*، ص411.

[18] سید حسن مصطفوی، *التحقیق فی کلمات القرآن*، ج۵، ص۱۳۲،

[19] پیشین، ص۴۱۱؛ سعید بن هبۃ اللہ قطب الدین الراوندی، *فقہ القرآن*، ج۱، ص۳۶۵، «و معنی (یسعون فی الأرض فسادا) یسرعون فی الفساد، وأصل السعی سرعۃ المشی».

[20] سبحاني جعفر درس خارج. حد محارب .تاریخ 11،9،98 ه شمسي . https://eshia.ir/feqh/archive/text/sobhani/feqh/98/980911/

[21] حر عاملی وَسائلِ الشیعَۃ إلی تَحصیلِ مَسائلِ الشّریعَۃ معروف بہ وسائل الشیعہ، کتاب الحدود و التعزیرات، ابواب حد المحارب باب دو حدیث اول

[22] وسائل الشيعة (الإسلامية) - الحر العاملي - ج ١٨ - الصفحة ٥٣٨ ـ http://shiaonlinelibrary.com/

[23] السيد الخوئي معجم رجال الحديث ج5 ص359 http://shiaonlinelibrary.com/

[24] فاضل هندي محمد بن حسن كشف اللثام عن قواعد الاحكام ج 11 ص 271 ناشر جامعه مدرسين حوزه علميه قم سال نشر 1416ھ ق چ اول، حر عاملي محمد بن حسن. هدايه الامه الي احكام الائمه ج8 ص 511. ناشر آستانه قدس رضوي مجمع البحوث الاسلاميه. سال نشر 1412ھ ق مشهد مقدس. موسوي سبزواري، عبد الاعلي، مهذب الأحكام في بيان الحلال و الحرام ج 29 ص 139 ناشر السيد عبد الاعلي. سال 1413ھ ق، قم ايران چ چهارم. علامه حلي. حسن بن يوسف، مختلف الشيعه في احكام الشريعه ج9 ص364 ناشر جامعه مدرسين قم سال نشر 1374ھ ش چ دوم وغيره

[25] معجم رجال الحديث :1290 إسماعيل بن أبي زياد: https://www.al-khoei.us/books/?id=7154

[26] فاضل هندي محمد بن حسن كشف اللثام عن قوائد الاحكام ج2 ص 431 اكبر ترابي شهرضائي آئين كيفري اسلام ج3 ص326

[27] مفيد محمد بن محمد. المقنعة. جماعة المدرسين في الحوزة العلمية بقم. مؤسسة النشر الإسلامي، 1410، ص804.

[28] علامه حلي حسن بن يوسف. مختلف الشيعة في أحكام الشريعة. ج9، جماعة المدرسين في الحوزة العلمية بقم. مؤسسة النشر الإسلامي، 1374، ص258.

[29] صاحب جواهر محمد حسن بن باقر. جواهر الكلام (ط. القديمة). ج41، دار إحياء التراث العربي، ص573.

[30] خمینی، روح الله، رهبر انقلاب و بنیان گذار جمهوری اسلامی ایران. تحرير الوسيلة. ج 2، مؤسسة تنظيم و نشر آثار الإمام الخميني (قدس سره)، 1392، ص527.

[31] طباطبايي كربلايي علي بن محمد علي. رياض المسائل (ط. الحديثة). ج16، مؤسسة آل البيت (عليهم السلام) لإحياء التراث، 1418، ص 153.

[32] علاء الدين، أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج7 ص93 مطبعة شركة المطبوعات العلمية بيروت لبنان 1406ھ

[33] https://hadith.net/post/33477/%d9%85%d8%ad%d8%a7%d8%b1%d8%a8/p6/

[34] فيض كاشاني محمد بن شاه مرتضي تفسير الصافي ج2 ص81 ناشر مكتبه الصدر تهران سال نشر 1373ھ ش

[35] طوسي محمد بن حسن النهايه في مجرد الفقه والفتاوي ص720 ناشر دار العربي بيروت لبنان سال 1400ھ ق چ دوم

[36] طوسي محمد بن حسن المبسوط في فقه الاماميه ج8 ص47 ناشر مكتبه المرتضويه تهران 1387ھ ش چ سوم

[37] قطب راوندي سعيد بن هبه الله فقه القرآن ج2 ص387 ناشر كتابخانه عمومي مرعشي قم سال نشر 1405 چ دوم

[38] علاء الدين، أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج7 ص93 مطبعة شركة المطبوعات العلمية بيروت لبنان 1406ھ

[39] الحر العاملي وسائل الشيعة (آل البيت) -- ج ٢٨ - الصفحة ٣١٢ (http://shiaonlinelibrary.com

[40] أبو إبراهيم إسماعيل بن يحيى المزني (ت ٢٦٤ هـ) المختصر من علم الشافعي ومن معنى قوله، ج2 ص470، الناشر: دار مدارج للنشر - الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٤٠ هـ - ٢٠١٩ م

[41] محفوظ بن أحمد بن الحسن، أبو الخطاب الكلوذاني الهداية على مذهب الإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني ص 541، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥ هـ / ٢٠٠٤ م

[42] طوسي محمد بن حسن الاستبصار فيما اختلف من الاخبار ج4 ص320 و321 ناشر: دار الحديث للطباعه و النشر قم چ اول 1380ھ ش

منابع

1. قرآن مجید
2. https://hadith.net/post/33477/%d9%85%d8%ad%d8%a7%d8%b1%d8%a8/p6/
3. أبو إبراهيم إسماعيل بن يحيى المزني (ت ٢٦٤ هـ) المختصر من علم الشافعي ومن معنى قوله، ج2 ص470، الناشر: دار مدارج للنشر–الرياض، الطبعة: الأولى، ١٤٤٠ هـ-٢٠١٩ م
4. جریان برانداز و استراتژی براندازی خاموش در دهه سوم انقلاب اسلامی ، اداره سیاسی سپاه ، تهران ، معاونت آموزش نیروی مقاومت بسیج ، 1381، ص 45.
5. جوادي آملي: هر کاری که سبب تضعیف این نظام، تفرقه، نفاق افکنی و طمع بیگانه بشود، حرام عینی است https://jameehmodarresin.org/ .
6. حر عاملی وَسائلُ الشیعَة إلی تَحصیلِ مَسائلِ الشَّریعَة معروف به وسائل الشیعه، کتاب الحدود والتعزیرات، ابواب حد المحارب باب دو حدیث اول
7. حر عاملي محمد بن حسن. هدایه الامه الي احکام الائمه ج8 ص 511. ناشر آستانه قدس رضوي مجمع البحوث الاسلامیه. سال نشر 1412ھ ق مشهد مقدس.
8. راغب اصفهانی، حسین بن محمد، مفردات الفاظ القرآن، چاپ پنجم، قم: ناشر ذوالقربی، ۱۳۸۴ش.
9. خمینی روح الله صحیفه نور ج21 ص326. https://www.farsi.rouhollah.ir/library/sahifeh-imam-khomeini/vol/21/page/326
10. خمینی روح الله، کتاب البیع ج2 ص620. http://www.imam-khomeini.ir/fa
11. خمینی، روح الله، رهبر انقلاب وبنیان گذار جمهوری اسلامی ایران. تحریر الوسیلة. ج2، مؤسسة تنظیم ونشر آثار الإمام الخمینی (قدس سره)، 1392، ص527.
12. دیکشنری آنلاین آبادیس، قسمت دانشنامه اسلامی، ذیل واژهٔ «محاربه».
13. سبحاني جعفر درس خارج. حد محارب. تاریخ 98،9،11ھ شمسي. https://eshia.ir/feqh/archive/text/sobhani/feqh/98/980911/
14. سعید بن هبة الله قطب الدین الراوندی فقه القرآن، ج۱، ص۳۶۵، «ومعنی (یسعون فی الأرض فسادا) یسرعون فی الفساد، وأصل السّعی سرعة المشی».
15. السید الخویي معجم رجال الحدیث ج5 ص359 http://shiaonlinelibrary.com/
16. مصطفوی، سید حسن، التحقیق فی کلمات القرآن، چاپ اول، تهران: وزارت ارشاد، ۱۳۶۸ش.
17. صاحب جواهر محمد حسن بن باقر. جواهر الکلام (ط. القدیمة). ج41، دار إحیاء التراث العربي، ص573.
18. طباطبایی، محمد حسین.. تفسیر میزان ج5 ص533 تفسیر سوره مائده آیه 33 ترجمه. موسوی، محمد باقر، متوفای 1421ه. ق جامعه مدرسین حوزه علیه قم، دفتر انتشارات اسلامی. 1374ه. ش 20 جلدي.
19. طباطبایي کربلایي علي بن محمد علی. ریاض المسائل (ط. الحدیثة). ج16، مؤسسة آل البیت (علیهم السلام) لإحیاء التراث، 1418، ص153.

20. طوسي محمد بن حسن الاستبصار فيما اختلف من الاخبار ج4 ص320 و321 ناشر: دار الحديث للطباعه و النشر قم چ اول 1380ھ ش

21. طوسي محمد بن حسن المبسوط في فقه الاماميه ج8 ص47 ناشر مکتبه المرتضويه تهران 1387ھ ش چ سوم

22. طوسي محمد بن حسن النهايه في مجرد الفقه و الفتاوي ص720 ناشر دار العربي بيروت لبنان سال 1400ھ ق چ دوم

23. علاء الدين، أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج7 ص93 مطبعة شركة المطبوعات العلمية بيروت لبنان 1406ھ

24. علامه حلي. حسن بن يوسف، مختلف الشيعه في احکام الشريعه ج9 ص364 ناشر جامعه مدرسين قم سال نشر 1374ھ ش چ دوم وغیره.

25. فاضل هندي محمد بن حسن کشف اللثام عن قواعد الاحکام ج11 ص271 ناشر جامعه مدرسين حوزه علميه قم سال نشر 1416ھ ق چ اول.،

26. فرهنگ واژه های نظامی ، محمود رستمی ، تهران ، ستاد مشترک ارتش جمهوری اسلامی ایران ، 1378، ص 155 - 154

27. فيض کاشاني محمد بن شاه مرتضي تفسير الصافي ج2 ص81 ناشر مکتبه الصدر تهران سال نشر 1373ھ ش

28. قطب راوندي سعيد بن هبه الله فقه القرآن ج2 ص387 ناشر کتابخانه عمومي مرعشي قم سال نشر 1405 چ دوم

29. محفوظ بن أحمد بن الحسن، أبو الخطاب الكلوذاني الهداية على مذهب الإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني ص 541، الناشر: مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٥ هـ / ٢٠٠٤ م

30. محمد بن محمد مرتضى زبيدی، *تاج العروس من جواهر القاموس*، باب دال، ص164-165.

31. ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۰م / ۱۴۱۰ق.

32. مصباح يزدي، انقلاب اسلامي و ريشه هاي آن، تدوين و نگارش، قاسم شبان نيا ص182 https://mesbahyazdi.ir/node/

33. معجم رجال الحديث :1290 إسماعيل بن أبي زياد: https://www.al-khoei.us/books/?id=7154

34. مفيد محمد بن محمد. *المقنعة*. جماعة المدرسين في الحوزة العلمية بقم. مؤسسة النشر الإسلامي، 1410، ص804.

35. موسوي سبزواري، عبد الاعلي، مهذب الأحکام في بيان الحلال و الحرام ج29 ص139 ناشر السيد عبد الاعلي. سال 1413ھ ق، قم ایران چ چهارم.

36. وسائل الشيعة (الإسلامية) - الحر العاملي - ج ١٨ - الصفحة ٥٣٨ - http://shiaonlinelibrary.com/